از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 7 اپریل، 1960

متعلقہ معاملہ: سنت رام

(بی پی سنہا، چیف جسٹس جعفر امام، جے ایل کپور، کے این وانچو اور کے سی داس گپتا، جے جسٹس صاحبان)

عدالتِ عظمیٰ کے قواعد رجسٹرار کی جانب سے دلالوں کی فہرست کی اشاعت۔ قواعد، اگر اس عدالت کے اختیارات کی خلاف ورزی کرتے ہیں عدالتِ عظمیٰ قوائد، 1950 (ترمیم شدہ)، آرڈر IVA، قوائد 23، 24 آئین ہند، آرٹیکل 145 (1) (a)، 14، 19، 21۔

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کے اعزازی سکریٹری کی شکایت پر، عدالت عظمیٰ کے رجسٹرار نے اپیل کنندہ و دیگر کو عدالت عظمیٰ قوائد کے قاعدہ 24، آرڈر IVA کے تحت نوٹس جاری کیے تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ ان کے نام ان کے ذریعے شائع کی جانے والی دلالوں کی فہرست میں کیوں شامل نہیں کیے جائیں۔ ایک ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا کہ قواعد 23 اور 24 آئین کے آرٹیکل 145 (1) (a) کے ذریعے عطا کردہ اس عدالت کے اختیارات اختیار سے باہر تھے اور اس لیے رجسٹرار کے پاس کارروائی شروع کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ رجسٹرار نے اعتراض کو خارج کر دیا اور مستغیث کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر دونوں افراد کو مذکورہ حکم کے قاعدہ 23 کے معنی کے مطابق دلال پایا اور ان کے نام عدالت کے نوٹس بورڈ پر لٹکانے کے لیے دلالوں کی فہرست میں شامل کرنے کی ہدایت کی۔ اپیل کنندہ نے چیمبر جج سے اپیل کی اور اس کی ہدایت پر معاملہ آئینی بنچ کے سامنے رکھا گیا:

قرار پایا گیا کہ عدالت عظمیٰ قوائد، 1950 کے آرڈر IVA کے قواعد 23 اور 24، جیسا کہ ترمیم کی گئی ہے، اس عدالت کے قواعد سازی کے اختیارات کے دائرہ اختیار میں ہیں، اور رجسٹرار کے حکم کو کہا گیا کہ رکھا جانا چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عدالت کو عدالت کے اندر اور باہر پیش ہونے والے افراد کے طرز عمل سے متعلق اپنی کارروائیوں کو منضبط کرنے کا فطری اختیار حاصل ہے، جہاں تک اس کا تعلق اس پیشے اور اس کے عقائد سے ہے۔

اس طرح کے دائرہ اختیار کے علاوہ، آئین کا آرٹیکل 145(1)(a) "عدالت کے عمل اور طریقہ کار" کے بیان محاورہ کا استعمال کرتے ہوئے، جس کی وسیع تر معنوں میں تشریح کی جانی چاہیے، اس عدالت کو نہ صرف عدالت میں پیش ہونے والے وکلاء کے طرز عمل کو بلکہ اس عدالت کے کاروبار کے سلسلے میں ان کے معاونین کو بھی منضبط کرنا کا اختیار فراہم کرتا ہے۔

نتیجتاً، قاعدہ 23 جو ایک وکیل کو جو کسی ٹاٹ کے ذریعے قانونی کاروبار میں مشغولیت کو غلط استعمال کا مجرم قرار دیتا ہے اور قاعدہ 24 جو کسی شخص کو دلال کی فہرست میں شامل کرنے کا طریقہ کار طے کرتا ہے، واضح طور پر اس عدالت کے قاعدہ سازی کے اختیارات کے اندر ہے۔

آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرنے والے قاعدے 24 کے بارے میں کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اس طبقے کے اندر امتیازی سلوک نہیں کرتا جس پر یہ لاگو ہوتا ہے، اور نہ ہی یہ آئین کے آرٹیکل 19 یا 21 کی خلاف ورزی کرتا ہے اور یہ دعوی کرنا بے سود تھا کہ آرٹیکل 21 میں لفظ 'زندگی' میں 'روزی روٹی' شامل ہے۔ کوئی دلال عدالت کے کاروبار کے سلسلے میں کسی بھی حقوق کا دعوی نہیں کر سکتا۔ یہ قاعدہ جو قانونی پیشے کی پاکیزگی کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے، عام لوگوں کے مفاد میں کم نہیں ہے اور یہ ہر عدالت کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ دلالیت کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی متفرق درخواست نمبر 928، سال 1959۔

رجسٹرار کے 16 مئی 1959 کے حکم کے خلاف اپیل۔

ایم جی بھیما سینا راؤ، سنت رام کے لیے۔

بھارت کے اٹارنی جنرل کی طرف سے بھارت کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایچ این سنیل، این ایس بندرا اور آر ایچ دھبر۔

7.1960 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ سنہا، چیف جسٹس نے دیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سنہا، چیف جسٹس: معاملہ چیمبر جج کے 14 اگست 1959 کے ایک حکم کے ذریعے آئینی بنچ کے سامنے رکھا گیا تھا، کیونکہ اس میں آئین کے آرٹیکل 145 کے تحت بنائے گئے قواعد کے اختیارات شامل تھے، خاص طور پر عدالت عظمیٰ کے قواعد (جیسا کہ ترمیم شدہ) کے آرڈر IVA کے قاعدہ 24 کے حوالے سے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کی طرف سے 28 اپریل 1959 کو ایک خط موصول ہونے پر، جس میں ایک قرارداد کی نقل پیش کی گئی تھی جسے اس ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی نے منظور کیا تھا، رجسٹرار نے کارروائی شروع کی اور باب IV-A کے قاعدہ 24(2) کے تحت جانچ کی۔ عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کے اعزازی سکریٹری کی شکایت پر سنت رام اور بدھ دیو شرما نامی دو افراد کے خلاف جانچ کی گئی۔ ان افراد کے خلاف شکایت اس اثر پر تھی کہ وہ "اپنی ناپسندیدہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں" اور انہیں ہر روز عدالت کے احاطے میں اور بار ایسوسی ایشن کے سامنے برآمدے میں "مؤکلوں کو پکڑتے ہوئے" دیکھا جاتا تھا۔ سکریٹری کا خط موصول ہونے پر رجسٹرار نے مذکورہ بالا دو افراد کو نوٹس جاری کرنے کا حکم دیا تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ ان کے نام "دلالوں کی فہرست" میں کیوں شامل نہیں کیے جائیں جنہیں مذکورہ بالا قاعدہ 24 کے مطابق کورٹ نوٹس بورڈ پر لٹکا کر رکھا جائے۔ رجسٹرار نے جانچ کے انعقاد کے لیے ایک تاریخ مقرر کی اور ان افراد سے کہا کہ وہ اس کے سامنے پیش ہوں اور اس طرح کی فہرست میں ان کے نام شامل کرنے کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کے لیے ایسے ثبوت پیش کریں جو انہیں مشورہ دیا جائے۔ نوٹس میں ان سے مزید کہا گیا کہ وہ 6 مئی 1959 کو یا اس سے پہلے شکایت پر اپنے جوابات، اگر کوئی ہوں، داخل کریں اور 9 مئی 1959 کو سماعت میں اپنے تمام شواہد اور گواہوں، اگر کوئی ہوں، کے ساتھ تیار رہیں۔ شکایت کی کاپیاں اور دیگر متعلقہ کاغذات بھی عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کے سکریٹری کو بھیجے گئے تھے جس میں انہیں کارروائی میں اس طرح کا حصہ لینے کی دعوت دی گئی تھی جو ایسوسی ایشن کو مشورہ دیا جائے اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ شکایت کی حمایت میں شواہد کی تفصیلات پیش کریں اور شواہد کے ساتھ تیار رہیں۔ مذکورہ نوٹس کی پیروی میں بدھ دیو شرما عرف بی ڈی پاٹھک نے 6 مئی 1959 کو اپنا جواب دائر کیا، اس میں کچھ دستاویزات منسلک کیں اور دعا کی کہ انہیں اپنی روزی روٹی جاری رکھنے کی اجازت دی جائے۔ انہوں نے یہ بھی دعا کی کہ ان کے آجر شری دھرم بھوشن، ایڈوکیٹ، کو رجسٹری اور بار ایسوسی ایشن میں کلرک کے طور پر ان کا نام رجسٹر کرنے کی اجازت دی جائے۔ 8 مئی 1959 کو سنت رام نے مذکورہ نوٹس پر اپنا جواب دائر کیا جس میں مسٹر ایم جی بھیما سینا راؤ، ایڈوکیٹ کا سرٹیفکیٹ منسلک کیا گیا تھا، اور استدعا کی گئی تھی کہ ان کے خلاف نوٹس خارج کیا جائے اور انہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"اپنے موجودہ آجر کی خدمت میں دونوں مقاصد کو پورا کرنے کی اجازت دی جائے"، یعنی اس طرح مسٹر بھیما سینا راؤ، ایڈوکیٹ۔ رجسٹرار کے سامنے کارروائی 9 مئی 1959 کو شروع ہوئی، اور 11 مئی کو اختتام پذیر ہوئی، جب ثبوت درج کیے گئے۔

ان افراد کی جانب سے ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ عدالت عظمیٰ کی طرف سے بنائے گئے قواعد جن کے تحت ان کے خلاف کارروائی شروع کی گئی تھی، آئین کے آرٹیکل 145 کے ذریعے دیے گئے عدالت کے اختیارات اختیار سے باہر تھے۔ ان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ رجسٹرار کے پاس ان کے خلاف کارروائی شروع کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ فاضل رجسٹرار نے ابتدائی اعتراض کو خارج کر دیا اور کہا کہ یہ اس کے لیے قواعد کے پیچھے جانے کا اہل نہیں ہے اور اسے ان پر عمل کرنا چاہیے، حالانکہ اس نے اشارہ کیا کہ اگر وہ ابتدائی اعتراض کو اس کی خوبیوں پر فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہے تو اسے یہ کہنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی کہ اعتراض مکمل طور پر بے بنیاد تھا۔

16 مئی 1959 کے اپنے حکم کے ذریعے فاضل رجسٹرار کے سامنے پیش کردہ شواہد پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے کو درج کیا گیا کہ یہ ان کے اطمینان کے لیے ثابت ہوا ہے کہ وہ دونوں افراد اپنے پیشے میں بعض وکلاء کے لیے کاروبار حاصل کرنے کے مقصد سے عدالت کے احاطے میں کثرت سے آتے رہے تھے، محنتانہ کے لیے، ان پر وجہ بتاؤ نوٹس جاری ہونے تک کئی سالوں سے۔ اس کے مطابق انہوں نے ہدایت دی کہ عدالت عظمیٰ کے قواعد کے قاعدہ 24(1)، آرڈر IV-A کے مطابق دلالوں کی ایک فہرست فوری طور پر شائع کی جائے، جس میں اس فہرست میں مذکورہ دو افراد کے نام دکھائے جائیں جنہیں کورٹ نوٹس بورڈ پر لٹکا کر رکھا جائے گا۔

رجسٹرار کے اس حکم کے خلاف صرف سنت رام نے چیمبر جج سے اپیل کی۔ جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا ہے، چیمبر جج نے مذکورہ بالا قواعد کے اختیارات کو چیلنج کرنے والے اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے آئینی سوال کے پیش نظر معاملے کو آئینی بنچ کے سامنے رکھنے کی ہدایت کی۔

اگرچہ ہمارے سامنے اپیل کی حمایت میں دیگر نکات بھی اٹھائے گئے تھے، لیکن سب سے اہم سوال جس کا تعین کیا جانا ہے وہ یہ ہے کہ کیا اس عدالت کے پاس آئین کے آرٹیکل 145 کے تحت اس معاملے میں اعتراض شدہ قواعد وضع کرنے کا دائرہ اختیار تھا۔ ان قواعد سے پہلے جن میں موجودہ شکل میں ترمیم کی گئی تھی اور جو 15 اپریل 1959 سے نافذ العمل ہوئے تھے، اس عدالت کے قواعد میں کوئی شق نہیں تھی جس میں لفظ "ٹاٹ" کی تعریف ہو یا ان افراد سے نمٹنے کے طریقہ کار کا تعین ہو جن پر الزام تھا کہ وہ اس طرح کام کر رہے تھے۔ اس لیے آرڈر IV-A شامل کیا گیا۔ اس کا سر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھا:"پیشہ ورانہ یا دیگر بد سلوکی "۔اس میں اس عدالت کے وکلاء کے قاعدہ سے وکلاء کی معطلی یا برطرفی سے متعلق قواعد شامل ہیں جن میں عدالت کے وکیل کے خلاف شروع کی گئی کارروائی میں عمل کرنے کا طریقہ کار بھی شامل ہے۔ قواعد 23اور 24جو متعلقہ قواعد ہیں ان شرائط میں ہیں:-

"23. کوئی بھی وکیل، جو اگلے اصول میں فراہم کردہ دلالوں کی فہرست میں شامل کسی شخص کے بذریعے کسی بھی قانونی کاروبار میں مشغولیت کو قبول کرتا ہے، اسے پیشہ ورانہ بدانتظامی کا مجرم سمجھا جائے گا۔

وضاحت:-

"ٹاوٹ کا مطلب ہے ایک ایسا شخص جو کسی وکیل یا اس کی طرف سے کسی شخص سے منتقل ہونے والے محنتانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے، کسی قانونی کاروبار میں ایسے وکیل کی ملازمت حاصل کرتا ہے، یا جو کسی وکیل کو اس طرح کے وکیل سے یا اس کی طرف سے کسی شخص سے منتقل ہونے والے محنتانہ پر غور کرتے ہوئے، اس طرح کے کاروبار میں وکیل کی ملازمت حاصل کرنے کی تجویز کرتا ہے، یا جو اس طرح کی خریداری کے مقاصد کے لیے عدالت کے احاطے میں اکثر آتا ہے۔

24.(1)"رجسٹرار ان افراد کی فہرستیں شائع کرے گا جو اپنے اطمینان کے مطابق، عام شہرت کے ثبوت سے یا دوسری صورت میں، عادت کے مطابق دلال کے طور پر کام کرتے ہیں، جنہیں دلالوں کی فہرستیں' کہا جاتا ہے اور وہ وقتاً فوقتاً ایسی فہرستیں تبدیل اور ترمیم کر سکتا ہے۔ دلالوں کی ہر فہرست کی ایک نقل کورٹ نوٹس بورڈ پر لٹکا کر رکھی جائے گی۔

وضاحت:-

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کی طرف سے کسی بھی شخص کو دلال قرار دینے والی قرارداد کی منظوری اس قاعدے کے مقصد کے لیے ایسے شخص کی عمومی ساکھ کا ثبوت ہو گی۔

(2) کسی بھی شخص کو دلالوں کی فہرست میں اس وقت تک شامل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے اس طرح کی فہرست میں شامل کرنے کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ کوئی بھی شخص رجسٹرار کے حکم کے خلاف چیمبر جج کے پاس اپیل کر سکتا ہے جس میں اس طرح کی فہرست میں اس کا نام بھی شامل ہو۔

(3) رجسٹرار، عام یا خصوصی حکم کے ذریعے، ایسے تمام افراد کو عدالت کے احاطے سے خارج کر سکتا ہے جن کے نام دلالوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

سوال یہ ہے کہ کیا یہ قواعد آئین کے آرٹیکل 145(1)(a) کے ذریعہ عطا کردہ اس عدالت کے قاعدہ سازی کے اختیار کے اندر ہیں جو ان شرائط میں ہے:-

"145(1) پارلیمنٹ کی طرف سے بنائے گئے کسی بھی قانونی توضیعات کے تابع، عدالت عظمیٰ وقتاً فوقتاً صدر کی منظوری سے عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو عام طور پر منظم کرنے کے لیے قواعد بنا سکتی ہے جن میں شامل ہیں:

(a) عدالت کے سامنے کام کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد:

....

....

یہ دلیل دی گئی ہے کہ اس عدالت کا قواعد وضع کرنے کا اختیار "عمل اور طریقہ کار" کو منظم کرنے کے لیے قواعد بنانے تک محدود ہے جس میں کسی شخص کو دلال قرار دینے کے قواعد اور اس طرح کے اعلامیے تک پہنچنے کا طریقہ کار شامل نہیں ہے۔ ہماری رائے میں اس دلیل میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ یہ دلیل نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی دی جاسکتی ہے کہ یہ عدالت اس عدالت کے وکیل کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے متعلق عدالت کے اندر اور باہر کے طرز عمل کو منظم کرنے والے قواعد وضع کرنے میں نااہل ہے۔اس عدالت کے پاس عدالت کے اندر اور باہر پیش ہونے والے افراد کے طرز عمل سے متعلق اپنی کارروائی منضبط کرنا کرنے کا موروثی دائرہ اختیار ہے، جہاں تک کہ اس طرح کے طرز عمل کا ان کے پیشہ ورانہ تعلقات اور اخلاقیات پر اثر پڑتا ہے، اس کے علاوہ اوپر بیان کردہ آرٹیکل 145 کی آئینی توضیعات کے علاوہ۔اس عدالت کو چیزوں کی نوعیت میں قوانین مرتب کرنے کا مکمل اختیار ہونا چاہیے تاکہ عدالت کے افسران کے ذریعے اپنے فرائض کی دیانت دارانہ اور موثر انجام دہی کو یقینی بنایا جاسکے، بشمول عدالت کے وکلاء کے قاعدہ میں داخل قانونی پیشہ ور افراد۔اس عدالت کی، پارلیمنٹ کی طرف سے بنائے گئے قانون سازی کے تابع، عدالت میں مناسب نظم وضبط برقرار رکھنے اور قانونی پیشہ ور افراد کے ذریعہ مناسب معیارات پر عمل کرنے پر اصرار کرنے کی ذمہ داری ہے جنہیں اس عدالت میں پیش ہونے، کام کرنے اور استدعا کرنے کا مراعات حاصل ہے۔اس لیے اس عدالت کو اپنے فرائض کی مناسب انجام دہی کے لیے ایسے قواعد بنانے چاہئیں جو انصاف کے مضبوط انتظام اور ان لوگوں کے مناسب طرز عمل کو یقینی بنائیں جن کا فرض عدالت کو اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں مدد کرنا ہے۔اس عدالت کے موروثی دائرہ اختیار کے علاوہ خود آئین نے عدالت کو عام طور پر عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو منظم کرنے کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیا ہے۔بیان محاورہ،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

"عدالت کے عمل اور طریقہ کار" کو اس کے مکمل طول و عرض میں سمجھا جانا چاہیے اور اس میں عدالت کے کاروبار کے سلسلے میں عدالت کے سامنے پیش ہونے والے تمام افراد کے طرز عمل کو منظم کرنا شامل ہونا چاہیے۔اس طرح عدالت کے کاروبار کے سلسلے میں وکلاء اور ان کے معاونین کا طرز عمل عدالت کے قواعد کے مطابق ضابطے کا موضوع بننا چاہیے۔

ایک بار جب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس عدالت کو اس عدالت میں کام کرنے والے افراد کے طرز عمل سے متعلق قواعد وضع کرنے کا اختیار حاصل ہے، تو اس کے بعد یہ عدالت وکلاء کے لیے ضابطہ اخلاق تجویز کرنے، اپنے مؤکلوں کے ساتھ ان کے تعلقات اور عدالت میں عدالت کے افسران کے طور پر ان کے طرز عمل کو منظم کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔جب یہ عدالت، جیسا کہ قاعدہ 23 میں، یہ فراہم کرتی ہے کہ ایک وکیل پیشہ ورانہ بدانتظامی کا مجرم ہوگا اگر وہ دلالوں کی فہرست میں شامل کسی شخص کے بذریعے کسی قانونی کاروبار میں مشغولیت کو قبول کرتا ہے، تو اس طرح کے اصول کو اس عدالت کے ضابطہ سازی کے اختیارات سے باہر نہیں کہا جاسکتا۔اس کے بعد اس اصول کو نافذ کرنے کے لیے "ٹاٹ" کی تعریف کرنی پڑتی ہے، جو کہ قاعدہ 23 کی وضاحت کے ذریعے کی جاتی ہے۔یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ قاعدہ 24، جو دلالوں کی فہرستیں شائع کرنے اور اس بات کا تعین کرنے کے لیے جانچ کرنے کا طریقہ کار طے کرتا ہے کہ آیا کسی خاص شخص کو اس طرح کی فہرست میں شامل کیا جانا چاہیے یا نہیں، اس عدالت کے قاعدہ سازی کے اختیار کے دائرہ کار میں یکساں طور پر ہونا چاہیے۔اس لیے ہماری رائے میں یہ دعوی کرنا بے سود ہے کہ زیر بحث قاعدہ 24 اس عدالت کے قاعدہ سازی کے اختیار اختیار سے باہر ہے۔

اس کے بعد یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی قاعدہ 24 میں موجود توضیعات کے ذریعے کی گئی ہے۔اپیل گزار کے لیے یہ بتانا مشکل تھا کہ مبینہ امتیازی سلوک کس طرح ہوتا ہے۔یہ مبہم طور پر تجویز کیا گیا تھا کہ اب اعتراض کی گئی توضیعات لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ (ایکٹ XVIII، سال 1879) کی دفعہ 36 کے درمیان کچھ فرق تھا۔یہ فرض کرتے ہوئے کہ دونوں توضیعات میں کچھ فرق ہے، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ درحقیقت امتیازی سلوک ہے۔تمام افراد جو اس عدالت کے احاطے میں اکثر آتے ہیں، اگر اور جب موقع آتا ہے تو ان سے ایک ہی قواعد کے تحت نمٹا جائے گا۔وہ تمام افراد جو قاعدہ 24 کے تحت دلالوں کی فہرست میں شامل ہیں، کسی بھی دوسرے خیال سے قطع نظر اسی طرح سے نمٹائے جانے کے ذمہ دار ہوں گے۔لہذا جہاں تک اس عدالت کے احاطے کا تعلق ہے، کسی بھی امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ متنازعہ قاعدہ آئین کے آرٹیکل 19 اور 21 کی خلاف ورزی کرتا ہے، کیونکہ اس کا اثر اسے عدالت کے احاطے سے خارج کرنے اور اس کے قبضے کو جاری رکھنے کا ہے اور یہ کہ اس کا رجحان اسے اس کی روزی روٹی سے محروم کرنے کا ہے۔ یہ قاعدہ، جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا ہے، جہاں تک اس عدالت کے وکلاء کا تعلق ہے، قانون کے پیشے کی پاکیزگی اور استحکام کو یقینی بنانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دلالوں کو اس عدالت کے احاطے سے خارج کرنا عام لوگوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ اگر اپیل کنندہ کو صحیح طور پر دلال قرار دیا گیا ہے، تو وہ منصفانہ شکایت نہیں کر سکتا کہ اسے اپنے قبضے کو جاری رکھنے کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے، ایک ایسا پیشہ جس کو بدعنوان اثر و رسوخ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح کا دلال عدالت کے کاروبار کے سلسلے میں کسی بھی حقوق کا دعوی نہیں کر سکتا ہے اور یہ ہر عدالت پر واجب ہے جہاں قانونی پیشہ ور افراد کو پیش ہونے اور استدعا کرنے کی اجازت ہے کہ ٹاٹزم کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

آرٹیکل 21 کی قیود کے حوالے سے، خود اپیل کنندہ نے بھی عدالت کی طرف سے اپنے وکیل کی خدمات کو ختم کرنے کی اجازت ملنے کے بعد یہ دلیل دی تھی کہ زندگی میں روزی روٹی شامل ہونی چاہیے۔ یہ دلیل کہ آئین کے آرٹیکل 21 میں لفظ "زندگی" میں "روزی روٹی" شامل ہے، کو صرف خارج کیا جانا چاہیے۔ روزی روٹی کے سوال سے قیود کے آرٹیکل 21 کے ذریعے نمٹا نہیں گیا ہے۔ یہ سوال آرٹیکل 19، خاص طور پر شق (g)، یا یہاں تک کہ آرٹیکل 16 میں محدود معنوں میں درج آزادیوں میں شامل ہے، لیکن آرٹیکل 21 کی زبان کو اس دلیل کی مدد کے لیے نہیں دبایا جا سکتا کہ آرٹیکل 21 میں لفظ "زندگی" میں "روزی روٹی" بھی شامل ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس انتہائی تجویز کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی بنیاد بھی رکھی جائے، تو اپیل کنندہ کو اس عدالت کے قواعد کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہی عدالت کے احاطے سے باہر رکھنا پڑے گا۔ ہم پہلے ہی یہ مان چکے ہیں کہ زیر بحث قاعدہ اختیار سے باہر نہیں ہے۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، واحد سوال جس پر غور کیا جانا باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا قاعدے کے ذریعہ طے شدہ طریقہ کار پر عمل نہیں کیا گیا ہے جیسا کہ اپیل کنندہ نے دعوی کیا ہے۔ یہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ اپیل گزار کو مناسب طریقے سے نوٹس جاری کیا گیا تھا تاکہ اس کا نام دلالوں کی فہرست میں شامل نہ کیا جائے۔ اس نے اپنی وجہ بتاؤ درخواست دائر کی اور اسے اس طرح کے ثبوت پیش کرنے کے لیے وقت دیا گیا جو اسے اپنے کیس کی حمایت میں مشورہ دیا گیا ہو۔ اپیل کنندہ نے یہ دعوی نہیں کیا کہ قاعدے میں طے شدہ طریقہ کار پر عمل نہیں کیا گیا ہے، لیکن اس دلیل یہ تھی کہ چونکہ رجسٹرار نے مزید وقت نہیں دیا اور اپنے گواہوں کو سمن جاری نہیں کیا اس لیے اسے ثبوت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں اس دلیل

میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ جانچ ایک خلاصہ تھا۔اس معاملے کو رجسٹرار نے دو تاریخوں پر نمٹا۔اگر وہ وکیل جن سے اپیل کنندہ اپنی طرف سے جانچ کرنا چاہتا تھا مقررہ تاریخ پر پیش نہیں ہوئے، تو یہ اس حقیقت کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے مقدمے کی حمایت کرنے کو تیار نہیں تھے۔ یہ سمجھنا تھوڑا مشکل ہے کہ وہ وکیل، چاہے وہ رجسٹرار کے سامنے پیش ہوئے ہوں، کیا ثابت کر سکتے ہیں۔ وہ منفی ثابت نہیں ہو سکے۔ یہ مستغیث کا کام تھا کہ وہ اس الزام کی حمایت میں ثبوت پیش کرے کہ اپیل کنندہ ایک دلال ہے۔ لہذا، پورا سوال جس کا تعین رجسٹرار کو کرنا تھا وہ یہ تھا کہ شکایت کنندہ کے مقدمے کی حمایت میں پیش کیا گیا ثبوت اس شکایت کو ثابت کرنے کے لیے کافی تھا یا نہیں۔ رجسٹرار ایک واضح نتیجے پر پہنچا ہے کہ یہ اس کے اطمینان کے لیے شہرت کے ثبوت سے قائم کیا گیا تھا کہ اپیل کنندہ ایک دلال ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ نے تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت اثباتِ جُرم سنائے جانے کے بعد بطور مدعی اس عدالت میں آنا شروع کیا۔انہوں نے کہا کہ انہوں نے ایک وکیل کے ساتھ کلرک کے طور پر کام کیا جس نے ان کا معاملہ اٹھایا تھا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اپنے عزت ماب کو اکثر تبدیل کیا اور بار ایسوسی ایشن کے زیر انتظام کلرکوں کے رجسٹر میں اپنا نام دکھائے بغیر وکیل کے کلرک کے طور پر کام کرنے کا بہانہ کیا۔اس کا مقدمہ کہ اس عدالت کے متعدد وکلاء نے اس کے اور کچھ دیگران کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کیا تھا، کیونکہ انہیں لگا کہ ان کے مؤکلوں کو دوسرے وکلاء کو شامل کرنے میں گمراہ کیا جا رہا ہے، رجسٹرار نے قبول نہیں کیا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رجسٹرڈ کلرک نہ ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلرک کے لیے کوئی جائز کام نہیں کر سکتا تھا۔ قدرتی طور پر، اس لیے، وہ ایسے حالات میں گلیاروں میں بھٹکتا ہوا پایا گیا جس کی وجہ سے یہ حقیقی یقین پیدا ہوا کہ عدالت میں اس کا کوئی اور کام نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس طرح کے قانونی پیشہ ور افراد کے بارے میں بات کی جائے جو اسے اس مذموم سرگرمی میں ملوث کرے۔اس لیے ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے کہ اپیل کنندہ محض شک کا شکار ہوا ہے۔ ہماری رائے میں، اس کے خلاف عام شہرت کا ثبوت اسے "دلال" کے طور پر شناخت کرنے کے لیے کافی تھا۔

اس کے بعد اس اپیل میں کوئی قابلیت نہیں ہے، جسے اس طرح خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document